سحر کی حقیقت: قرآن وحدیث کی روشنی میں

محمد اسحاق منصوری*

ABSTRACT:

Magic is a fact according to Quran and Sunnah of the Prophet Muhammad (P.B.U.H.) it is forbidden (حرام) for Muslim to practice it against any one, in tradition of Prophet Muhammad (P.B.U.H.) Muslim are taught how to protect themselves from Magic and what is the real position of magic..

آج پاکستان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی قرآن مجید اور سنت رسول اللہ ﷺ کی واضح سادہ، معقول اور مدلل تعلیمات سے دوری اور روگردانی کی وجہ سے بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) کی طرح دینی زوال وانحطاط اور اخلاقی پستی کے سبب جادوٹونے، تعویذ گنڈوں اور طلسمات اور عملیات کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔عمل کے بجائے دین ودنیا کے سارے کام عملیات اور منتروں کے ذریعہ انجام دینا چاہتے ہیں۔

سحر کی حقیقت کیا ہے؟ قرآن وحدیث اس سلسلے میں ہمیں کیا رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ ہمارے علماء سلف کیا رائے رکھتے تھے۔اب جدید دور کے علماء اسلام کی کیا رائے ہے۔ان چیزوں کا کسی حدتک احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سب سے پہلے قرآن مجید کی وہ آیات پیش کی جارہی ہیں جن میں سحر کا ذکر ہوا ہے۔

وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْکِ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ مَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ؕ وَمَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَکْفُرْ ؕ فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ؕ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَیَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ O(۱)

’’اور لگے اُن چیزوں کی پیروی کرنے، جو شیاطین، سلیمانؑ کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے، حالانکہ سلیمانؑ نے کبھی کفر نہیں کیا، کفر کے مرتکب وہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔وہ پیچھے پڑے اُس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھیں، حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو

* سابق صدر، پروفیسر، ڈاکٹر، شعبہ عربی، جامعہ کراچی برقی پتا: profdrishaq@gmail.com

تاریخِ موصولہ: ۲۶ مئی ۲۰۱۱ء

اس کی تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کہ ''ہم محض ایک آزمائش ہیں'' تو کفر میں مبتلا نہ ہو، پھر بھی یہ لوگ اُن سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں، ظاہر تھا کہ اِذنِ الٰہی کے بغیر وہ اس ذریعہ سے کسی کو بھی ضرر نہ پہنچا سکتے تھے، مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود ان کے لیے نفع نہیں بلکہ نقصان دہ تھی اور انہیں خوب معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا، اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، کتنی بُری متاع تھی جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، کاش انہیں معلوم ہوتا''۔(۲)

''شیاطین سے مراد شیاطین جن اور شیاطین اِنس دونوں ہو سکتے ہیں اور دونوں ہی یہاں مراد ہیں۔ جب بنی اسرائیل پر اخلاقی و مادّی انحطاط کا دور آیا اور غلامی، جہالت، نکبت و افلاس اور ذلت و پستی نے ان کے اندر کوئی بلند حوصلگی و اولوالعزمی باقی نہ چھوڑی تو ان کی توجہات جادوٹونے اور طلسمات وعملیات اور تعویذ گنڈوں کی طرف مبذول ہونے لگیں۔ وہ ایسی تدبیریں ڈھونڈنے لگے جن سے کسی مشقت وجدوجہد کے بغیر محض پھونکوں اور منتروں کے زور پر سارے کام بن جایا کریں، اس وقت شیاطین نے ان کو بہکانا شروع کیا کہ سلیمان علیہ السلام کی عظیم الشان سلطنت اور ان کی حیرت انگیز طاقت تو سب کچھ نقوش اور منتروں کا نتیجہ تھی اور وہ ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں، چنانچہ یہ لوگ نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ان چیزوں پر ٹوٹ پڑے اور پھر نہ کتاب اللہ سے ان کو کوئی دلچسپی رہی اور نہ ہی کسی داعی حق کی آواز انہوں نے سن کر دی۔(۳)

سحر کا دوسرا مفہوم دھوکا اور فریب:

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ○(۴)

''اور یاد کرو عیسیٰ بن مریم کی وہ بات جو اُس نے کہی تھی کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں، اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے، اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہوگا، مگر جب وہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے کہا یہ تو صریح دھوکا ہے''۔(۵)

یہاں قرآن میں سحر کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا ترجمہ سید مودودی مرحوم نے دھوکا کیا ہے، کیونکہ یہاں سحر کا لفظ جادو کے بجائے دھوکا اور فریب کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ عربی لغت میں جادو کی طرح سحر کے یہ معنی بھی معروف ہیں، کہتے ہیں سَحَرَهُ ای خَدَعَهٗ یعنی ''اُس نے فلاں پہ سحر کیا یعنی اسے دھوکا دیا، فریب دیا''۔ دل چھین لینے والی آنکھ کو عین ساحرۃ کہا جاتا ہے یعنی ''ساحر آنکھ''، جس زمین میں ہر طرف سراب ہی سراب نظر آئے اس کو ارض ساحرۃ کہتے ہیں، چاندی کو ملمع کر کے سونے جیسا کر دیا جائے تو اُسے سحرت الفضۃ کہتے ہیں۔ پس مذکورہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی جس کے آنے کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی اپنے نبی ہونے کی کھلی کھلی نشانیوں کے ساتھ آ گیا تو بنی اسرائیل یعنی اُمت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام نے اُس کے دعوائے نبوت کو صریح فریب اور دھوکا قرار دیا۔(۶)

جادو اور معجزے کا فرق اور جادو کی حقیقت:

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حَاشِرِیْنَ o یَاْتُوْکَ بِکُلِّ سَاحِرٍ عَلِیْمٍ o وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ کُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِیْنَ o قَالَ نَعَمْ وَاِنَّکُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ o قَالُوْا یٰمُوْسٰی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّکُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ o قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ o وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ o فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ o فَغُلِبُوْا هُنَالِکَ وَانْقَلَبُوْا صَاغِرِیْنَ o وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سَاجِدِیْنَ o قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o رَبِّ مُوْسٰی وَهَارُوْنَ o قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ آذَنَ لَکُمْ اِنَّ هٰذَا لَمَکْرٌ مَّکَرْتُمُوْهُ فِی الْمَدِیْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ o لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ o قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ o وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ o(۷)

''انہوں نے کہا کہ اسے اور اس کے بھائی کو انتظار میں رکھیے اور تمام شہروں میں ہرکارے بھیج دیجیے کہ ہر ماہر فن جادوگر کو آپ کے پاس لے آئیں، چنانچہ جادوگر فرعون کے پاس آ گئے۔انہوں نے کہا'' اگر ہم غالب رہے تو ہمیں اس کا صلہ تو ضرور ملے گا؟ فرعون نے کہا، ہاں تم ضرور مقربین میں سے ہو جاؤ گے'' پھر انہوں نے موسیٰ سے کہا تم پھینکتے ہو یا ہم پھینکیں؟ موسیٰ نے کہا تم ہی پھینکو۔انہوں نے جو اپنے آنچھر پھینکے تو لوگوں کی نگاہوں کو مسحور کر دیا اور انہیں دہشت زدہ کر دیا اور بڑا ہی زبردست جادو بنا لائے۔اُس وقت ہم نے موسیٰ کو اشارہ کیا کہ پھینک اپنا عصا، اُس کا پھینکنا تھا کہ آن کی آن میں وہ اِن کے جادو کو نگلتا چلا گیا۔اس طرح جو حق تھا وہ حق ثابت ہوا اور جو کچھ انہوں نے بنا رکھا تھا وہ باطل ہو کر رہ گیا۔فرعون اور اس کے ساتھی میدان مقابلہ میں مغلوب ہوئے اور (فتح مند ہونے کے بجائے) اُلٹے ذلیل ہو گئے، اور جادوگروں کا حال یہ ہوا کہ گویا کسی چیز نے اندر سے انہیں سجدے میں گرا دیا۔اور کہنے لگے، ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر، اُس رب پر جسے موسیٰ اور ہارون مانتے ہیں''۔فرعون نے کہا، تم اُس پر ایمان لے آئے قبل اِس کے میں تمہیں اجازت دوں؟ یقیناً یہ کوئی خفیہ سازش تھی جو تم لوگوں نے اِس شہر میں کی، تا کہ اس کے مالکوں کو اقتدار سے بے دخل کر دو، اب تمہیں پتا چل جائے گا، میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوا دوں گا اور اس کے بعد تم سب کو ضرور سُولی پر چڑھا دوں گا۔جادوگروں نے کہا، بہرحال ہمیں اپنے رب کی طرف ہی پلٹنا ہے، تُو جس بات پر ہم سے انتقام لینا چاہتا ہے وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہمارے رب کی نشانیاں جب ہمارے سامنے آ گئیں تو ہم نے انہیں مان لیا۔اے ہمارے رب! ہم پر صبر کا فیضان کیجیے، اور ہمیں دنیا سے اس حال میں اٹھایئے کہ ہم آپ کے فرماں بردار ہوں''۔(۸)

جادو خواہ کتنا ہی بُرا ہو لیکن اِس سے کسی شے کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلتی، بس دیکھنے والوں کی آنکھوں اور ان کی قوت

مُتَخَیّلَہ پراس کا اثر پڑتا ہے جس سے آدمی ایک شے کواس شکل میں دیکھنے لگتا ہے جس شکل میں ساحراس کو دکھانا چاہتا ہے۔

افک کے معنی جھوٹی اور خلافِ واقعہ بات کہنے کے ہیں اوپر گزرا کہ سحر سے کسی شے کی حقیقت یا ماہیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ اس کا تمام تر تعلق دیکھنے والوں کی نگاہ اوران کی قوت متخیلہ کے تاثر سے ہوتا ہے اِس وجہ سے سحر سے جو کرشمہ ظاہر ہوتا ہے وہ یکسر باطل جھوٹ اور فریب نظروتخیل ہوتا ہے۔اس کے برعکس معجزہ یکسر حقیقت ہوتا ہے۔(۹)

جادواور سحراور معجزہ کا فرق مذکورہ آیات کی تفسیر سے واضح ہو جاتا ہے: یہ دونشانیاں حضرت موسیٰ کواس امر کے ثبوت میں دی گئی تھیں کہ وہ خدا کے نمائندے ہیں، جو کائنات کا خالق اور فرمانرواہے۔جیسا کہ اس سے پہلے بھی ہم اشارہ کر چکے ہیں، پیغمبروں نے جب کبھی اپنے آپ کوفرستادہ رب العالمین کی حیثیت سے پیش کیا تو لوگوں نے ان سے یہی مطالبہ کیا کہ اگر واقعی تم رب العالمین کے نمائندے ہوتو تمہارے ہاتھوں سے کوئی ایسا واقعہ ظہور میں آنا چاہیے جوقوانینِ فطرت کی عام روش سے ہٹا ہوا ہواور جس سے صاف ظاہر ہورہا ہو کہ رب العالمین نے تمہاری صداقت ثابت کرنے کے لیے اپنی براہ راست مداخلت سے یہ واقعہ نشانی کے طور پر صادر کیا ہے۔اس مطالبہ کے جواب میں انبیاءعلیہم السلام نے وہ نشانیاں دکھائی ہیں جن کو قرآن کی اصطلاح میں ''آیات'' اور متکلمین کی اصطلاح میں ''معجزات'' کہا جاتا ہے، ایسے نشانات یا معجزات کو جولوگ قوانینِ فطرت کے تحت صادر ہونے والے واقعات قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں، وہ درحقیقت کتاب اللہ کو ماننے اور نہ ماننے کے درمیان ایک ایسا موقف اختیار کرتے ہیں جو کسی طرح معقول نہیں سمجھا جا سکتا ہے، اس لیے قرآن جس جگہ صریح طور پر خارقِ عادت واقعہ کا ذکر کر رہا ہو وہاں سیاق وسباق کے بالکل خلاف ایک عادی واقعہ بنانے کی جدوجہد محض ایک بھونڈی سحر سازی ہے، جس کی ضرورت صرف اُن لوگوں کو پیش آتی ہے جوایک طرف تو کسی ایسی کتاب پر ایمان نہیں لانا چاہتے جو خارق عادت واقعات کا ذکر کرتی ہواور دوسری طرف آبائی مذہب کے پیدائشی معتقد ہونے کی وجہ سے اس کتاب کا انکار بھی نہیں کرنا چاہتے جو فی الواقع خارقِ عادت واقعات کا ذکر کرتی ہے۔

''معجزات کے باب میں اصل فیصلہ کن سوال صرف یہ ہے کہ آیا اللہ تعالیٰ نظامِ کائنات کوایک قانون پر چلا دینے کے بعد معطل ہو چکا ہے اور اب اس چلتے ہوئے نظام میں کبھی کسی موقع پر مداخلت نہیں کرسکتا؟ وہ بالفعل اپنی سلطنت کی زمام تدبیر انتظام اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اوراس کے احکام سلطنت میں نافذ ہوتے ہیں اوراس کو ہر وقت اختیار حاصل ہے کہ اشیاء کی شکلوں اور واقعات کی مادی رفتار میں جزئی طور پر یا کلی طور پر جیسا چاہے اور جب چاہے تغیر کر دے؟ جولوگ اس سوال کے جواب میں پہلی بات کے قائل ہیں ان کے لیے معجزات کوتسلیم کرنا غیر ممکن ہے، کیونکہ معجزہ نہ ان کے تصورِ خدا سے میل کھاتا ہے اور نہ تصورِ کائنات سے، لیکن ایسے لوگوں کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر وتشریح کرنے کے بجائے اس کا صاف صاف انکار کردیں کیونکہ قرآن نے تو اپنا پورا زورِ بیان ہی خدا کے مقدم الذکر تصور کا ابطال اور موخرالذکر تصور کے اثبات کرنے پر صرف کیا ہے، بخلاف اس کے جو شخص قرآن کے دلائل سے مطمئن ہو کر دوسرے تصور کو قبول کرلے تو اس کے لیے معجزے کو سمجھنا اور تسلیم کرنا مشکل نہیں رہتا، ظاہر ہے کہ جب آپ کا عقیدہ ہی یہ ہوگا کہ اژدہے جس طرح پیدا ہوا کرتے ہیں

اسی طرح وہ پیدا ہو سکتے ہیں اُس کے سوا کسی دوسرے ڈھنگ پر کوئی اژدہا پیدا کر دینا خدا کی قدرت سے باہر ہے تو آپ مجبور ہیں کہ ایسے شخص کے بیان کو جھٹلا دیں جو آپ کو خبر دے رہا ہو کہ ایک لاٹھی اژدہے میں تبدیل ہوئی اور پھر اژدہے سے لاٹھی بن گئی، لیکن اس کے برعکس اگر آپ کا عقیدہ یہ ہو کہ بے جان مادّے میں خدا کے حکم سے زندگی پیدا ہوتی ہے اور خدا جب مادّے کو جیسی چاہے زندگی عطا کر سکتا ہے اُس کے لیے خدا کے حکم سے لاٹھی کا اژدہا بننا اتنا ہی غیر عجیب واقعہ ہے جتنا اس خدا کے حکم سے انڈے کے اندر پھر سے مادّوں کا اژدہا بن جانا غیر عجیب ہے، مجرد یہ فرق کہ ایک واقعہ ہمیشہ پیش آتا رہتا ہے اور دوسرا واقعہ صرف تین مرتبہ پیش آیا، ایک کو غیر عجیب اور دوسرے کو عجیب بنا دینے کے لیے کافی نہیں ہے۔

''یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایک غلام قوم کا ایک بے سروسامان آدمی یکا یک اٹھ کر فرعون جیسے بادشاہ کے دربار میں جا کھڑا ہوتا ہے جو شام سے لیبیا تک اور بحرروم کے سواحل سے حبش تک عظیم الشان ملک کا نہ صرف مطلق العنان بادشاہ بلکہ معبود بنا ہوا تھا۔ تو محض اس کے اس فعل سے کہ اُس نے ایک لاٹھی کو اژدہا بنا دیا اتنی بڑی سلطنت کو یہ خطرہ کیسے لاحق ہو جاتا ہے کہ یہ اکیلا انسان سلطنت مصر کا تختہ الٹ دے گا اور شاہی خاندان کو حکمراں طبقے سمیت ملک کے اقتدار سے بے دخل کر دے گا۔ پھر یہ سیاسی انقلاب کا خطرہ آخر پیدا بھی کیوں ہوا؟ مگر اس شخص نے صرف نبوت کا دعویٰ اور بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ پیش کیا تھا اور کسی قسم کی سیاسی گفتگو سرے سے چھیڑی ہی نہ تھی۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ دعوائے نبوت، اپنے اندر خود ہی یہ معنی رکھتا تھا کہ دراصل وہ پورے نظامِ زندگی کو بحیثیت مجموعی تبدیل کرنا چاہتے تھے ان کا حضرت موسیٰ کو ایک طرف جادوگر بھی کہنا اور پھر دوسری طرف یہ اندیشہ بھی ظاہر کرنا کہ یہ ہم کو اس سرزمین کی فرماں روائی سے بے دخل کرنا چاہتا ہے ایک صریح تضاد بیان تھا اور اس بوکھلاہٹ کا ثبوت تھا جو ان پر نبوت کے اس اولین مظاہرے سے طاری ہو گئی تھی، اگر حقیقت میں وہ حضرت موسیٰ کو جادوگر سمجھتے تو، ہرگز ان سے کسی سیاسی انقلاب کا اندیشہ نہ کرتے۔(۱۰)

''فرعونی درباریوں کے اس قول سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ذہن میں خدائی نشان اور جادو کے امتیازی فرق کا تصور بالکل واضح طور پر موجود تھا وہ جانتے تھے کہ خدائی نشانی سے حقیقی تغیر واقع ہوتا ہے اور جادو محض نظر اور نفس کو متاثر کر کے اشیا میں ایک خاص طرح کا تغیر محسوس کراتا ہے۔ اس بنا پر انھوں نے حضرت موسیٰ کے دعوائے رسالت کو رد کرنے کے لیے کہا کہ یہ شخص جادوگر ہے۔ یعنی عصا حقیقت میں سانپ نہیں بن گیا کہ اسے خدائی نشانی مانا جائے، بلکہ صرف ہمیں ایسا نظر آتا کہ وہ گویا سانپ تھا، جیسا کہ ہر جادوگر کر لیتا ہے، پھر انھوں نے مشورہ دیا کہ تمام ملک کے ماہر جادوگروں کو بلایا جائے اور ان کے ذریعہ لاٹھیوں اور رسیوں کو سانپوں میں تبدیل کر کے لوگوں کو دکھا دیا جائے تاکہ عامتہ الناس کے دلوں میں اس پیغمبرانہ معجزے سے جو ہیبت بیٹھ گئی ہے وہ اگر بالکلیہ دور نہ ہو تو کم از کم شک ہی میں تبدیل ہو جائے''۔

''یہ گمان کرنا صحیح نہیں ہے کہ عصا ان لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گیا جو جادوگروں نے پھینکی تھیں اور سانپ اور اژدہے بنی نظر آ رہی تھیں، قرآن جو کچھ کہہ رہا ہے وہ یہ ہے کہ عصا نے سانپ بن کر ان کے اس طلسم فریب کو نگلنا شروع کر دیا جو انھوں نے تیار

کیا تھا، اگر چہ صاف مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ سانپ جدھر جدھر گیا وہاں سے جادو کا اثر کافور ہوتا چلا گیا جس کی بدولت لاٹھیاں اور رسیاں سانپوں کی طرح لہراتی نظر آتی تھیں اور اس کی ایک ہی گردش میں جادوگروں کی ہر لاٹھی لاٹھی اور ہر رسّی رسّی بن کر رہ گئی''۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کی چال کو اُلٹا انہی پر پلٹ دیا، انہوں نے تمام ملک کے ماہر جادوگروں کو بلا کر منظر عام پر اس لیے مظاہرہ کرایا تا کہ عوام الناس کو حضرت موسیٰؑ کے جادوگر ہونے کا یقین دلائیں یا کم از کم شک ہی میں ڈال دیں، لیکن اس مقابلے میں شکست کھانے کے بعد خود ان کے بلائے ہوئے ماہرینِ فن نے بالاتفاق فیصلہ کر دیا کہ حضرت موسیٰؑ جو چیز پیش کر رہے ہیں وہ ہرگز جادو نہیں ہے بلکہ یقیناً رب العالمین کی طاقت کا کرشمہ ہے جس کے آگے کسی جادو کا زور نہیں چل سکتا، ظاہر ہے جادو کو خود جادوگروں سے بڑھ کر اور کون جان سکتا تھا، پس جب انہوں نے عملی تجربے اور آزمائش کے بعد شہادت دے دی کہ یہ چیز جادو نہیں ہے تو پھر فرعون اور اس کے درباریوں کے لیے باشندگانِ ملک کو یہ یقین دلانا بالکل ناممکن ہو گیا کہ موسیٰؑ محض ایک جادوگر ہے۔

''فرعون نے پانسہ پلٹتے دیکھ کر آخری چال یہ چلی تھی کہ اس سارے معاملہ کو موسیٰؑ اور جادوگروں کی سازش قرار دے دے اور پھر جادوگروں کو جسمانی عذاب اور قتل کی دھمکی دے کر ان سے اپنے اس الزام کا اقبال کرالے۔ لیکن یہ چال بھی اُلٹی پڑی، جادوگروں نے اپنے آپ کو ہر سزا کے لیے پیش کر کے ثابت کر دیا کہ اُن کا موسیٰ علیہ السلام کی صداقت پر ایمان لانا کسی سازش کا نہیں بلکہ سچے اقرارِ حق کا نتیجہ تھا۔ اب اُن کے لیے کوئی چارۂ کار اس کے سوا نہ رہا کہ حق اور انصاف کا ڈھونگ جو وہ رچانا چاہتا تھا اسے چھوڑ کر صاف صاف ظلم وستم شروع کر دے''۔

اس مقام پر یہ بات بھی دیکھنے کے قابل ہے کہ چند لمحوں کے اندر ایمان نے ان جادوگروں کی سیرت میں کتنا بڑا انقلاب پیدا کر دیا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے انہی جادوگروں کے کمینہ پن کا یہ حال تھا کہ اپنے آبائی دین کی نصرت وحمایت کے لیے گھروں سے چل کر آئے تھے اور فرعون سے پوچھ رہے تھے اگر ہم نے اپنے مذہب کو موسیٰؑ کے حملہ سے بچا لیا تو سرکار سے ہمیں انعام تو ملے گا نا؟ اب جو نعمتِ ایمان نصیب ہوئی تو انہی کی اولوالعزمی اس حد کو پہنچ گئی کہ تھوڑی دیر پہلے جس بادشاہ کے آگے لالچ کے مارے بچھے جا رہے تھے اب اس کی کبریائی اور اس کی جبروت کو ٹھوکر مار رہے ہیں اور ان بدترین سزاؤں کو بھگتنے کے لیے تیار ہیں جن کی دھمکی وہ دے رہا ہے۔ مگر اس حق کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں جس کی صداقت، ان پر کھل چکی ہے۔(۱۱)

قرآن مجید میں مذکورہ تین مقامات کے علاوہ سورۂ بنی اسرائیل (۱۷) آیت نمبر ۱۰۱۔۱۰۳۔ سورۂ طٰہٰ (۲۰) آیت نمبر ۵۶۔۷۶۔ سورۂ المومنون (۲۳) آیت ۸۹۔ سورۂ یونس (۱۰) آیت ۷۵۔۸۲ میں سحر اور جادو کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ قرآن مجید میں سحر کا لفظ اپنے مختلف مشتقات کے ساتھ کم وبیش ۶۲ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔(۱۲)

قصہ ہاروت وماروت:

مولانا گوہر رحمان مرحوم نے اس آیت کی چار تفسیریں بیان کر کے چوتھی تفسیر کو قابل ترجیح قرار دیا ہے۔ اس تفسیر کو جمہور مفسرین نے ترجیح دی ہے۔(۱۳)

''اب میں وہ تاویل وتوجیہہ بیان کرتا ہوں جسے امام المفسرین ابن جریر طبریؒ نے اور سلف وخلف کے اکثر مفسرین نے ترجیح دی ہے اور جو نظم کلام اور کلمات کے حقیقی ومتبادر معنوں کے ساتھ مناسب ترین ہے اور جسے راجح اور صحیح تفسیر سمجھتا ہوں، اس تفسیر کا خلاصہ یہ ہے عراق کے قدیم پایۂ تخت بابل میں جب علوم سحر کا زور حد سے بڑھ گیا اور لوگوں کے ذہنوں میں داعیانِ حق اور ساحروں کے درمیان امتیاز مشتبہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے داعیانِ توحید اور ساحروں کے درمیان فرق و امتیاز بتانے اور لوگوں کو سحر اور شعبدہ بازی سے بچانے کے لیے انسانی شکل میں ہاروت وماروت نام کے دو فرشتے بھیجے اور ان کو سحر کی حقیقت سمجھا دی، تاکہ وہ لوگوں کو بتا دیں کہ یہ شعبدہ باز لوگ جھوٹے ہیں ان کی باتوں میں نہ آؤ اور انبیاء اور اولیاء کی دعوت قبول کر لو، اس لیے کہ یہ حق ہے اور سحر تو کفر ہے۔''

علامہ جمال الدین قاسمی نے اپنی تفسیر ''محاسن التاویل'' میں اس توجیہہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی تعلیم وتبلیغ کے لیے ہمیشہ انسانوں کو مبعوث فرمایا ہے۔ فرشتوں کو نہیں بھیجا، لیکن یہ اعتراض غلط فہمی پر مبنی ہے، اس لیے کہ **وما انزل علی الملکین** کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہاروت وماروت پر سحر کی کوئی کتاب نازل ہوئی تھی جس کی وہ تعلیم دیتے تھے یا ان پر شریعت کے احکام نازل ہوئے تھے جن کی وہ تبلیغ کرتے تھے۔ ظاہر ہے یہ کام تو انبیاء علیہم السلام کا ہے اور انبیاء ہمیشہ بشر اور انسان بھیجے گئے تھے۔ جبکہ **وما انزل** کے معنی یہ نہیں کہ فرشتوں کو سحر وشعبدہ بازی کا علم دیا گیا تھا، تاکہ وہ لوگوں کو جادوگروں کی شعبدہ بازی اور مکروفریب سے آگاہ کریں۔ **وما یعلمان** میں تعلیم سے مراد اعلام ہے، یعنی آگاہ کرنا اور خبردار کرنا، امام بغوی نے **معالم التنزیل** میں اور ابوحیان نے **البحر المحیط** میں اور امام راغب نے **مفردات القرآن** میں لکھا ہے کہ تعلیم کا لفظ اعلام کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے یعنی ہاروت وماروت لوگوں کو متنبہ اور خبردار کرتے تھے کہ سحر کفر ہے، اسے اختیار نہ کرو۔ ''حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ یہ فرشتے ڈرانے کے لیے تعلیم دیتے تھے اس پر عمل کرنے کی دعوت اور تعلیم نہیں دیتے تھے۔ گویا کہ وہ کہتے تھے کہ اس طرح کا عمل نہ کرو۔ مثلاً اگر کوئی پوچھے کہ زنا اور قتل کا طریقہ کیا ہے؟ اور اسے کوئی بتائے کہ زنا اور قتل کی حقیقت یہ ہے تاکہ وہ اس سے اجتناب کر سکے''۔(۱۴)

سحر حرام ہے!

ابن حجرؒ نے صحیح بخاری کی شرح میں امام نووی کا قول نقل کیا ہے۔ ''سحر حرام ہے اور یہ بالاجماع کبیرہ گناہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سات تباہ کن گناہوں میں شمار کیا ہے۔ البتہ سحر کی قسموں میں سے بعض کفر ہیں اور بعض کفر نہیں ہیں، بلکہ کبیرہ گناہ ہیں۔ اگر سحر میں کوئی ایسا عمل یا قول شامل ہو جو کفر کا مقتضی ہو تو وہ کفر ہوگا ورنہ کفر نہیں ہوگا''۔(۱۵)

امام رازیؒ اور علامہ نظام الدین نیشاپوری نے اپنی تفاسیر میں سحر کی متعدد قسمیں بیان کی ہیں جو سب کی سب پوشیدہ اسباب پر نہیں ہیں بس جو مافوق الاسباب نظر آتی ہیں، مگر حقیقت میں ماتحت الاسباب ہوتی ہیں، لیکن اسباب خواہ ظاہر ہوں یا مخفی ہوں، مادّی ہوں یا روحانی ہوں، موثر بذاتہا نہیں ہوتے بلکہ اللہ کے اذن سے اثر کرتے ہیں۔ جادو اسلام، عیسائیت، یہودیت اور تمام ہی الہامی مذاہب میں حرام قرار دیا گیا ہے۔

سحر کا علاج:

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسانوں کی نظرِ بد سے تعوذ یعنی پناہ کی مختلف دعائیں کیا کرتے تھے۔لیکن جب سورۃ المعوذتین (سورۃ الفلق اورسورۃ الناس) نازل ہوئیں،تو آپ نے ان دونوں کو اختیار فرمالیا اور ان کے سوا باقی تمام کو ترک فرمادیا۔(رواہ النسائی) (**کان رسول اللہ ﷺ یتعوذ من عین الجان و من عین الانس، فلما نزلت سورۃ المعوذتین اخذھما و ترک مما سویٰ ذالک**)

صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو جبریل علیہ السلام نے آکر پوچھا ’’اے محمدؐ! کیا آپ بیمار ہوگئے؟ آپ نے فرمایا: ہاں،انہوں نے کہا: ’’**بسم اللّٰہ ارقیک من کل شئی یوذیک، من شرّ کل نفس اوعین حاسدٍ یشفیک بسم اللّٰہ ارقیک** ‘‘ترجمہ: ’’میں اللہ کے نام پر آپ کو جھاڑتا ہوں ہر اُس چیز سے جو آپ کو اذیت دے رہی ہے، ہر نفس اور حاسد کی نظر سے،شر سے، اللہ آپ کو شفا دے، میں آپ کو اُس کے نام پر جھاڑتا ہوں‘‘۔(۱۶)

کچھ احادیث میں یہ قصہ بھی مروی ہے،البتہ بعض فقہانے درایت کے اصول پر اس قصے کو مکمل طور پر مسترد کردیا ہے کہ لبید بن اعصم اور اس کی بہنوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو جادو کیا تھا اُس کے اثر سے نجات کے لیے ایک روز جبکہ آپؐ حضرت عائشہؓ کے ہاں تھے، آپؐ نے بار بار اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، اِس حالت میں نیند آگئی، پھر بیدار ہو کر آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ میں نے جو بات اپنے رب سے پوچھی تھی وہ اُس نے مجھے بتادی......حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر بتایا کہ آپؐ معوذتین (سورۃ الفلق وسورۃ الناس) پڑھیں۔اس سے نبی اکرم ﷺ پر سے جادو کا اثر بالکل ختم ہوگیا اور آپؐ شفایاب ہوگئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات کو سوتے وقت اور خاص طور پر بیماری کی حالت میں معوذتین اور بعض روایات کے مطابق معوذات (یعنی سورۃ الاخلاص بھی) تین مرتبہ پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں میں پھونکتے اور سر سے لے کر پیر تک پورے جسم پر جہاں جہاں تک آپ کے ہاتھ پہنچ سکتے،ان پر پھیرتے تھے۔آخری بیماری میں جب آپ کے لیے خود ایسا کرنا ممکن نہ رہا تو حضرت عائشہؓ نے یہ سورتیں (بطور خود یا حضور کے حکم سے) پڑھیں اور آپ کے دست مبارک کی برکت کے خیال سے آپ ہی کے ہاتھ لے کر آپ کے جسم پر پھیرے۔

بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں حضورؐ نے جھاڑ پھونک سے بالکل منع فرمادیا تھا،لیکن بعد میں اس شرط کے ساتھ اس کی اجازت دی کہ اس میں شرک نہ ہو، اللہ کے پاک ناموں یا اس کے کلام سے جھاڑا جائے،کلام ایسا ہو کہ جو سمجھ میں آئے اور یہ معلوم کیا جاسکے کہ اس میں کوئی گناہ کی چیز نہیں ہے اور بھروسہ جھاڑ پھونک پر نہ کیا جائے کہ وہ بجائے خود شفادینے والی ہے، بلکہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوگی تو شفا ہوگی۔

صحیح مسلم میں عوف بن مالک اشجعی کی روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ہم لوگ جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اس معاملہ میں حضور کی کیا رائے ہے، حضورؐ نے فرمایا: ’’جن چیزوں سے تم

جھاڑتے تھے وہ میرے سامنے پیش کرو، جھاڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب تک اس میں شرک نہ ہو"۔

جادو، سحر، عملیات وغیرہ جیسی غیر مرئی بیماریوں اور تکالیف کے علاج کے لیے جو مسنون دعائیں کتب احادیث میں مذکور ہیں انہی کو اختیار کیا جائے، جو ظاہری طبعی امراض اور بیماریاں ہیں اگر مریض دوائی حاصل کرنے اور علاج کروانے کی استطاعت رکھتا ہے تو اُس پر دوائی حاصل کرنا اور علاج کروانا فرض ہے البتہ جن دیہاتوں، جنگلوں اور صحراؤں میں دوائی دستیاب نہیں ہے، نہ ہی علاج ہے، وہاں اِن اوراد و وظائف کے ذریعہ دم یعنی جھاڑ پھونک سے علاج کیا جاسکتا ہے۔ البتہ آجکل قرآن کریم اور اوراد و وظائف کے ذریعہ ہر مرض کا علاج کرنے کی جو دکانیں لوگوں نے کھول رکھی ہیں جہاں مریضوں سے جھاڑ پھونک اور دَم کرنے کی مشورہ فیس وصول کی جاتی ہے اس کا شریعت میں جواز نہیں ہے۔ (۱۷)

طب اور میڈیکل سائنس کی دنیا میں جدید وقدیم کئی تحقیقات سے بہت سی ایسی بیماریوں اور تکالیف کی مادّی وجوہات اور اسباب دریافت ہوگئے جنہیں پہلے اسباب و وجوہات معلوم نہ ہونے کے سبب جادو، سحر یا عملیات کہہ دیا جاتا تھا، خصوصاً نفسیاتی امراض کے علاج کے سلسلے میں ایسی بیماریاں اب قابل علاج ہیں۔ سحر اور جادو کا وجود ہے اور اس کا علاج بھی شریعت نے بتا دیا ہے۔ مزید انسان اپنے علم اور تجربہ سے جو بھی علاج دریافت کرتا ہے اگر وہ شریعت کے بنیادی احکام کے منافی نہیں تو، اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔ امام احمد نے اپنی مسند میں ام المومنین حضرت حفصہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے، میرے پاس ایک خاتون شفاء بنت عبداللہ بیٹھی ہوئی تھیں جو جھاڑا کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ یہ عمل تم حفصہؓ کو بھی سکھا دو، خود شفاء بنت عبداللہ کی یہ روایت احمد، ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے جس طرح حفصہؓ کو لکھنا پڑھنا سکھایا ہے اسی طرح یہ جھاڑنے کا عمل بھی سکھا دو۔ (۱۸)

امام قرطبیؒ کی رائے:

امام قرطبیؒ صاحب الجامع لاحکام القرآن نے اپنی تفسیر میں مختلف فقہاء کی آراء نقل کرنے کے بعد اپنی رائے دی ہے کہ "اگر جادوگر نے اپنے جادو سے کسی کو موت کی نیند سُلا دیا ہے تو ایسے جادوگر کو موت کی سزا دی جائے گی، اگر اُس نے اپنے جادو کے اثر سے کسی کو نقصان پہنچایا ہے تو اسے اُس نقصان کے مطابق سزا دی جائے گی بشرطیکہ وہ جادوگر آئندہ جادو سے توبہ کر چکا ہو۔

امام قرطبی سحر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "ہمارے علمائے کرام کے ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ ہاروت و ماروت کے قصے میں جو جدائی ڈالنے کی بات آئی ہے جادوگر اس سے زیادہ جادو کی قدرت نہیں رکھتے۔ یہ جادوگروں کے جادو کی انتہائی حد اللہ تعالیٰ نے بتا دی ہے، اگر وہ اس سے زیادہ پر قادر ہوتے تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرور بیان فرماتے، یہ سب کچھ جادو کی مذمت کرتے ہوئے بیان ہوا ہے۔

جادو کے علاج کے سلسلے میں وہ لکھتے ہیں "وہب بن منبہؒ کی کتاب میں درج ہے کہ جادو کے علاج کے لیے بیری کے درخت کے سات سبز پتے لیے جائیں اور انہیں دو پتھروں کے درمیان پیس لیا جائے، اس میں کچھ پانی ڈال دیا جائے

پھر اُس پر آیت الکرسی پڑھی جائے، پھر اس میں سے تین گھونٹ پانی جادوزدہ شخص کو پلا دیے جائیں تو اس سے جادو کے تمام اثرات دفع ہو جائیں گے۔

کیا کسی سحر زدہ انسان کے علاج کے لیے کسی ساحر سے استفادہ کیا جا سکتا ہے؟ اس سلسلے میں امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ ''حضرت سعید بن المسیبؒ نے اسے جائز قرار دیا ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے ذکر کیا ہے یہی امام مزنی کی رائے ہے البتہ حضرت حسن بصریؒ نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔(۱۹)

کیا رسول اللہ ﷺ کبھی مسحور ہوئے؟

زندگی کے کسی بھی معاملے میں قرآن مجید کی نص کا حکم ہر قولی و فعلی روایت سے بالاتر ہے اس لیے امام ابوبکر الجصاص الرازی (۳۰۵ھ۔۳۷۰ھ) اپنی تفسیر احکام القرآن میں سورۂ فرقان (۲۵۔آیت نمبر۸) اور سورہ طٰہٰ (آیت نمبر۶۹) اور سورہ یونس (آیت نمبر۸۱) کی ان آیات سے واضح استدلال کر کے اس واقعہ کی صحت سے انکار کرتے ہیں، پاکستان کے ایک مشہور عالم مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی مرحوم علامہ ابوبکر الجصاص کی رائے کو اخذ کر کے اس سلسلے کی احادیث میں وارد تمام روایات کا روایت و درایت اور جرح و تعدیل کی بنیاد پر تجزیہ کیا ہے۔قرآن مجید نے کفار کے اس الزام کی پوری شدت کے ساتھ تردید کی ہے کہ صحابہ کرام ایک سحر زدہ انسان کا اتباع کر رہے ہیں، سورۂ فرقان میں فرمایا: وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا o (الفرقان: آیت نمبر۸) ترجمہ ''اور ظالموں نے کہا کہ تم تو ایک سحر زدہ آدمی کی پیروی کر رہے ہو''۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسحور ہوئے تھے تو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ کافروں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسحور ہونے کا الزام صحیح تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا قول (نعوذ باللہ من ذالک) صحیح نہیں ہے۔

حجۃ الاسلام امام ابوبکر الجصاص الرازی الحنفی، فقہ حنفی کے بہت بڑے امام ہیں۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوریہ کراچی کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید نعمانی مرحوم اپنی کتاب ''ابن ماجہ اور علم حدیث'' میں لکھتے ہیں ''وہ مشہور اکابر حنفیہ میں سے ہیں، یہ بہت بڑے محدث اور امام تھے۔ بغداد میں اُن کی درس گاہ تمام عالم اسلام کا مرجع تھی، نہایت زاہد و پاک باز تھے۔ بارگاہِ خلافت سے بارہا انہیں عہدہ قضا پیش کیا لیکن انہوں نے کبھی قبول نہیں کیا۔ امام الجصاص الرازی کی متعدد تصانیف یادگار ہیں جن میں احکام القرآن اپنے موضوع پر ایک بے نظیر کتاب ہے اور ''شرح مختصر الطحاوی'' کا عکسی فوٹو میری نظر سے گزرا ہے، علامہ اسماعیل شہید دہلوی نے ''تنویر العینین'' میں ان کو مجتہدین میں شمار کیا ہے۔(۲۰)

یہ لبید بن اعصم اور اُس کی بہنوں کی طرف منسوب روایت مدینہ منورہ کی ۷ھ کی بیان کی جا رہی ہے۔ بعض روایات میں اس جادو کے خاتمے کے لیے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس نازل ہوئیں، جبکہ یہ دونوں سورتیں تمام صحابہ کرام اور محدثین کی روایات کے مطابق مکہ مکرمہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی تھیں۔ ان سورتوں کے ساتھ سورۃ الفلق مکیہ اور سورۃ الناس مکیہ آج تک ہر نسخے میں تحریر ہے۔

۱۔ مجتہدین اور علمائے احناف کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی روایت قرآن کے خلاف واقع ہو رہی ہو تو اگر ممکن ہو تو قرآن کے

مطابق اس کی تاویل وتفسیر کرتے ہیں، اگر یہ ممکن نہ ہو تو قرآن کے حکم کو اختیار کرتے ہیں اور روایت کو ترک کر دیا جاتا ہے۔

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سورہ طٰہٰ میں بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی** ۝ ترجمہ ''جادوگر کامیاب نہیں ہوتا وہ جہاں اور جب بھی آئے''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جادوگر کامیاب نہیں ہوئے لیکن ان روایات کو مان لیا جائے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں لبید بن اعصم جادوگر اور اس کی بہنیں جادوگرنیاں کامیاب ہو گئے، کوئی یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت موسیٰ کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے ایسی روایت گھڑ سکتا ہے اور تسلیم بھی کر سکتا ہے۔

۳۔ علامہ ابن القیم اصول روایت و درایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر کسی روایت حدیث میں ایسا واقعہ بیان کیا جا رہا ہو جو فی الواقع پیش آیا ہوتا تو اُسے لوگوں کی بہت بڑی تعداد روایت کرتی، لیکن اس واقعہ کو ایک راوی کے سوا کوئی روایت نہیں کر رہا ہے، نبی کریم ﷺ پر جادو ہونا اور ایک سال تک آپؐ پر اس کا اثر رہنا، جو کام نہیں کیا ہے اس کے بارے میں سوچنا کہ کر لیا ہے ایسا واقعہ ہے جس کے بے شمار ناقل ہوتے، لیکن ایک حضرت عائشہؓ پھر ان سے ایک حضرت عروہؒ اور ان سے اکیلے ہشام کے سوا کوئی بیان نہیں کرتا۔ گویا سن ۷ ہجری سے جب یہ حادثہ پیش آیا ۱۴۰ ہجری تک ایک ایک شخص کے علاوہ کسی دوسرے راوی کو اس کی خبر نہیں ہوئی، گویا یہ بھی کوئی علم باطن تھا جس کا مخفی رکھنا ضروریاتِ دین میں سے تھا۔

۴۔ یہ روایت صرف ہشام سے مروی ہے ۱۳۲ھ میں ہشام کا دماغ جواب دے گیا تھا بلکہ حافظ عقیلی تو لکھتے ہیں کہ **قد خرف فی آخر عمرہ** (آخر عمر میں سٹھیا گئے تھے) تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ روایت سٹھیانے سے پہلے کی ہے۔

۵۔ بعض شارحین نے یہ توجیہ کی ہے کہ نبی کریم ﷺ دنیاوی معاملات میں بھول جاتے تھے، لیکن دینی امور میں یہ بھول نہیں ہوتی تھی، لیکن شارحین کا یہ قول بلا دلیل ہے۔ ان مذکورہ احادیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ یہ بھول دینی معاملات میں نہیں ہوتی تھی، جبکہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کا ہر عمل مسلمانوں کے لیے دین ہے۔

۶۔ ایک غیر مسلم یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ آپؐ نے جادو کی حالت میں متعدد امور منشائے الٰہی کے خلاف انجام دیے، پھر یہ دین اور غیر دین کی تفریق کیسے ممکن ہو گی بلکہ وہ یہ بھی اعتراض کر سکتا ہے کہ آپ پر جادو کے اثر کے تحت ایک سال کے دوران جو وحی نازل ہوئی اس میں بھی مغالطہ کا امکان ہے۔

۷۔ ایک سال کی مدت بہت طویل ہوتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں اس وقت نو (۹) ازواج تھیں، اس کی کیا وجہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کے علاوہ کسی بھی ازواج مطہرات سے اس سلسلے میں کوئی ایک روایت بھی نقل نہیں ہوئی ہے، کیا دیگر ازواج کے پاس جا کر جادو کا یہ اثر ختم ہو جاتا تھا، یا رسول اللہ نے یہ پورا سال حضرت عائشہؓ ہی کے پاس گزارا اور دیگر ازواج کے پاس نہیں گئے؟ بلکہ وضع حدیث کرنے والے نے اپنی دانست میں اس من گھڑت روایت کو حضرت عائشہؓ اور حضرت عروہؒ کی طرف منسوب کیا، تا کہ اس روایت کو تقویت دی جا سکے لیکن واضعِ حدیث کے سامنے یہ اپنی افترا پردازی کے باطل ہونے کے یہ پہلو نہ تھے۔

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک سال تک اس روایت کے جادو کا اثر رہا۔لیکن حضرت عائشہؓ کے علاوہ اور کسی بھی صحابیؓ نے اس کو بیان نہیں کیا ہے۔

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی اپنی کتاب ''قصص القرآن'' میں لکھتے ہیں ''جمہور علمائے اہل سنت کی رائے یہ ہے کہ سحر واقعی ایک حقیقت ہے اور مضرت رساں اثرات رکھتا ہے،حق تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغ اور مصلحت کاملہ کے پیش نظر اس میں اس طرح کے مضر اثرات رکھے ہیں جس طرح زہر یا دوسری نقصان دہ اشیا میں ہیں۔البتہ یہ نہیں کہ سحر قدرت الٰہی سے بے نیاز ہو کر العیاذ باللہ خود مؤثر بالذات ہے کیونکہ یہ عقیدہ تو کفر خالص ہے،امام اعظم ابوحنیفہؒ،ابوبکر جصاصؒ صاحب احکام القرآن،ابواسحاق اسفرائنی شافعیؒ،علامہ ابن حزم ظاہریؒ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ سحر کی حقیقت شعبدۂ نظر بندی اور فریب خیال کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔بلاشبہ وہ ایک باطل اور بے حقیقت شئے ہے۔(۲۱)

لبید بن اعصم والے واقعہ کی روایت کو سید مودودیؒ صحیح تسلیم کرتے ہیں،مذکورہ تمام اعتراضات کے انہوں نے جوابات لکھے ہیں،قارئین تقابلی مطالعہ کے لیے تفہیم القرآن جلد:۶ میں سورۂ الفلق اور سورۂ الناس کی تفسیر میں اُن کا استدلال پڑھ سکتے ہیں۔(۲۲)

مراجع وحواشی

(۱) البقرۃ(۲)۱۰۳
(۲) مودودی:سید ابوالاعلیٰ:تفہیم القرآن ج:۱،ص:۹۷۔۹۹ (پندرھواں ایڈیشن)،لاہور مکتبۂ تعمیر انسانیت،نومبر ۱۹۷۸ء
(۳) ایضاً۔ص:۹۸۔۱۰۴،۱ (۴) الصّف (۶۱)۶ (۵) مودودی:ایضاً:ج:۵۔ص:۴۶۲۔۴۷۶
(۶) ایضاً۔ص:۴۷۶ (۷) الاعراف(۷)۱۱۱۔۱۲۶
(۸) اصلاحی،امین احسن،تدبر القرآن:ج:۳،ص:۳۳۰۔۳۴۶(طبع دوم) لاہور،فاران فاؤنڈیشن اچھرہ،جون ۱۹۸۵ء
(۹) ایضاً۔ص:۳۴۶
(۱۰) مودودی،ایضاً۔ج:۲،ص:۶۵۔۶۷ (چوبیسواں ایڈیشن) لاہور،ط:ادارۂ ترجمان القرآن،جنوری ۱۹۹۰ء
(۱۱) ایضاً،ص:۶۹۔۷۱
(۱۲) محمد فواد عبدالباقی:المعجم المفرس لالفاظ القرآن۔ص:۳۴۶۔۳۴۷۔ط:مطبعۃ دار الکتب المصر ،مصر۔۱۳۶۴ھ۔۱۹۴۵ء
(۱۳) گوہر رحمان،مولانا،شیخ القرآن والحدیث:تفہیم المسائل،ج:۴،ص:۷۱۔۸۱(تیسرا ایڈیشن) ط:مکتبہ تفہیم القرآن مردان،اگست ۲۰۰۲ء
(۱۴) ایضاً،بحوالہ البحر المحیط،ص:۳۳۰،ج:۱ (۱۵) ایضاً،بحوالہ فتح الباری،ص۱۸۳،ج۱۰
(۱۶) مودودی،تفہیم القرآن۔ج:۶،ص:۵۵۸ (۱۷) مودودی،ایضاً۔ج:۶،ص:۵۶۰
(۱۸) مودودی،ایضاً۔ج:۶،ص:۵۵۹
(۱۹) قرطبی،ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری،الجامع لاحکام القرآن،ج۲،ص۱۹۔۵۵،(الطبعۃ الثانیۃ) قاہرہ،دار الکتب المصریۃ،۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء
(۲۰) کاندھلوی،صدیقی حبیب الرحمان،مذہبی داستانیں اور اُن کی حقیقت،ص۸۴۔۹۳،کراچی،انجمن اُسوۂ حسنہ،۱۹۸۷ء بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث ص۲۲۵
(۲۱) کاندھلوی:ایضاً:بحوالہ حفظ الرحمان سیوہاروی:قصص القرآن ج:۱،ص:۲۲۴
(۲۲) مودودی،سید ابوالاعلیٰ:تفہیم القرآن،ج:۶،ص:۵۵۳۔۵۵۷(سترہواں ایڈیشن) لاہور،ادارہ ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۸۷ء